ویاخیرالمعطین[1]۔

گردن تیرے سامنے جھکی ہو اور اس کے آنسو بہہ رہے ہوں اور تن بدن سے وہ تیرے آگے فروتنی کئے ہوئے ہو اور اپنی ناک تیرے سامنے رگڑ رہا ہو، اے اللہ تو مجھے اپنے سے دعا مانگنے میں ناکام نہ رکھ، اور میرے حق میں بڑا مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہو جا، اے سب مانگے جانے والوں سے بہتر اے سب دینے والوں سے اچھے۔

قرآنی اخلاق

قرآن کے مخاطبین اولین نے قرآن مجید میں دنیا کی بے حقیقتی و بے ثباتی اور آخرت کی اہمیت اور پائیداری کا ذکر پڑھا تھا، اور "وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا اِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ؕ وَاِنَّ الدَّارَ الْاٰخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ[2]" (اور دنیا کی یہ زندگی محض کھیل تماشہ ہے اور آخرت کا گھر ہی اصل زندگی ہے) کے الفاظ ان کو یاد تھے، مگر اس کی حقیقت اور عملی تفسیر ان کو آپ کی زندگی ہی سے معلوم ہوئی، اور آپ کے طرز زندگی اور گھر کے نقشہ کو دیکھ کر ہی وہ سمجھے کہ آخرت کو اصل زندگی سمجھنے کا کیا مطلب ہوتا ہے، اور آخرت کو اصل زندگی سمجھنے والوں اور "اللھم انّ العیش عیش الاٰخرۃ[3]" پر ایمان رکھنے والوں کی خانگی زندگی اور معیشت کیا ہوتی ہے، اس عملی نقشہ اور اجمالی ترغیب کے ساتھ جب ان کے سامنے ارشاداتِ نبوی میں جہنم کے شدائد و مصائب

---

[1] کنز العمال عن ابن عباسؓ [2] الروم - ۶۴ [3] صحیح بخاری "کتاب المغازی"

اور جنت کے انعامات ولذائذ کی تفصیل اور تصویر آتی تو ان کے اندر خوف اور شوق کی ملی جلی کیفیت پیدا ہوتی اور ان دونوں کا نقشہ ان کی آنکھوں کے سامنے ہر وقت کھنچا رہتا۔

اسی طرح وہ رحمت، تواضع، خلق، رفق جیسے اخلاق و تعلیمات کے مفہوم سے آشنا تھے، صاحبِ زبان بھی تھے، اور قرآن مجید میں صاحبِ نظر بھی تھے، لیکن ان الفاظ کی وسعت، عملی زندگی میں ان کی تطبیق، نیز صحیح عمل ان کو صرف اس وقت معلوم ہوا جب انھوں نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کا کمزوروں، عورتوں، بچوں، یتیموں، غریبوں، بوڑھوں اور اپنے عام رفقاء واصحاب اہلِ خانہ اور خدام کے ساتھ برتاؤ دیکھا، اور آپ کی اس بارے میں ہدایات، وصیتیں اور ارشادات سنے، ان کو عامۃ المسلمین کے حقوق کے ادا کرنے کی اجمالی ہدایت قرآن سے مل چکی تھی، مگر اس کی بہت سی صورتیں (مثلاً عیادت مریض، اتباع جنائز، تشمیت عاطس وغیرہ وغیرہ) ایسی تھیں جو شاید لاکھوں انسانوں کے ذہن میں خود نہ آتیں، اور اگر آتیں تو ان کی اہمیت نہ معلوم ہوتی، اسی طرح والدین و اہل حقوق کے ساتھ حسن سلوک کی تعلیم قرآن مجید میں پورے شد و مد کے ساتھ ہے مگر کتنے معلمین اخلاق ہیں، جن کا ذہن والدین کے ساتھ حسن سلوک و ادائے حقوق کے اس رفیع و بدیع مقام تک پہونچتا جس کا اظہار حدیثِ نبوی "ان من ابر البر صلۃ الرجل أھل وُدّ أبیہ بعد أن یولّی"[1] (فرزند کے حسن سلوک و وفاداری کا بہترین درجہ یہ ہے کہ وہ اپنے والد کے انتقال کے بعد ان کے دوستوں اور اہل بیت کے ساتھ سلوک کرے) اور کتنے ذہین ہیں جو وفاداری اور شرافت کے اس مقام بلند تک پہونچ سکتے، جس کا اظہار اس روایت سے ہوتا ہے "وربما ذبح الشاۃ ثم یقطعھا أعضاءً ثم یبعثھا فی صدائق خدیجۃ"[2] (اور بکثرت ایسا ہوتا کہ آپ کے یہاں بکری ذبح ہوتی تو آپ اس کے پارچے

---

[1] صحیح مسلم [2] بخاری، مسلم

الگ الگ کراتے، پھر وہ ٹکڑے اپنی مرحومہ بیوی خدیجہؓ سے میل محبت رکھنے والیوں کے یہاں بھیجتے۔

حدیث کے شعبۂ معاشرت واخلاق کی یہ دو تین مثالیں ہیں، جن سے اندازہ ہوسکتا ہے کہ حدیث زندگی کے مختلف شعبوں میں کیسی رہنمائی کرتی ہے اور کیسا نیا علم عطا کرتی ہے اور وہ انسانیت کے لئے کیسا بیش بہا خزانہ ہے۔

احکام پر بسہولت عمل کرنے کے لئے مناسب ماحول اور سازگار فضا کی ضرورت

دوسری طرف مذاہب وادیان کی تاریخ کا یہ طویل و مسلسل تجربہ ہے کہ محض ایک اجمالی اور قانونی حکم اور ضابطہ کسی عمل کو اپنی صحیح روح اور کیفیات کے ساتھ وجود میں لانے کے لئے کافی نہیں ہوتا اور وہ فضا پیدا نہیں کرتا جو اس عمل کو موثر اور منتج بنانے کے لئے درکار ہے، مثال کے طور پر اقامت صلوٰۃ کا اجمالی حکم وہ ذہنیت، ماحول اور فضا نہیں پیدا کرسکتا جو نماز کی روح وجسم کی حفاظت، اس کی پابندی اور اس کے صحیح روحانی، ذہنی، قلبی، اجتماعی اور اخلاقی نتائج واثرات کے بروئے کار آنے کے لئے معاون ومددگار ہے، اس کے لئے ان مبادی ومقدمات، آداب وہدایات کی ضرورت ہے جو اس عمل کو مہتم بالشان، وقیع و مؤثر بنائیں، اسی بنا پر نماز کے لئے خود قرآن مجید میں وضو، طہارت، شعور وتعقل، خشوع وخضوع، سکوت وقنوت اور جماعت کا حکم دیا گیا ہے، لیکن اہلِ نظر سے مخفی نہیں کہ اس میں ضروری وقابلِ عمل حد تک جس قدر آداب وفضائل اور خارجی انتظامات کا اضافہ ہوگا، وہ فضا اور ماحول تیار ہوگا جس میں نماز اپنے پورے ثمرات اور روحانی واجتماعی واخلاقی اثرات ظاہر کرے گی، اور حدیث وسیرت کا مطالعہ کرنے والے، اور ان پر نظر رکھنے والے جانتے ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عمل اور آپ کے ارشادات وہدایات نے اس میں وہ معقول اضافہ کیا ہے،